[illegible] موضوع پر ایک مختصر تحقیقی تحریر

تحقیقِ حلالہ

حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی

کرمانوالہ بک شاپ
دوکان نمبر ۲۔ دربار مارکیٹ۔ لاہور
Voice: 042-7249515

Marfat.com

حلالہ کے موضوع پر ایک مختصر تحقیقی تحریر

تحقیقِ حلالہ

مولانا محمد صدیق ہزاروی

کرمانوالہ بک شاپ
دکان نمبر ۲ - دربار مارکیٹ لاہور

بفیضانِ کرم

حضرت سید السادات پیر محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف **حضرت کرماں والے**

آستانہ عالیہ
حضرت کرمانوالہ شریف
اوکاڑہ

شمیم باغ ولایت

حضرت سید محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

منظر بدر طریقت

حضرت سید محمد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیر نگرانی

حضرت پیر

سید صمصام علی شاہ بخاری مدظلہ العالی

سجادہ نشین حضرت کرمانوالہ شریف

زیر نگرانی

حضرت پیر

سید میر طیب علی شاہ بخاری مدظلہ العالی

سجادہ نشین حضرت کرمانوالہ شریف

الحاج صوفی

برکت علی رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

حاجی پیر انعام اللہ طیبی نقشبندی برکاتی

زیر اہتمام

سمیع اللہ برکت

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اشاعت 21 فروری 2010

قیمت 25 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمات اعزاز

از علامہ عبدالحکیم شرف قادری

آج یہ افسوس ناک صورت حال پیدا ہو چکی ہے کہ مذہب حنفی تو کیا دین اسلام کے بارے میں شکوک وشبہات پھیلائے جا رہے ہیں۔ دین اور علماء دین کے وقار کو مجروح اور ختم کرنے کی منظم سازش کے تحت ایک مہم چلائی جا رہی ہے اور اس کے سد باب کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی۔ یہ صورت حال ملک وملت اور نظریہ پاکستان کسی کے لئے بھی خوش آئند نہیں ہے۔ گزشتہ دنوں سندھ ہائی کورٹ کے جسٹس شفیع محمدی کا ایک فیصلہ اخبارات میں شائع ہوا جس میں حلالہ کو مطلقاً بے حیائی اور بے غیرتی قرار دیا گیا تھا۔ یہ حکم چونکہ قرآن پاک کے صریح حکم کے خلاف تھا اس لئے اہل علم اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے متعلق دیگر حضرات نے اس فیصلے کی شدید مذمت کی۔

اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے غیر مقلدین نے نہ صرف مذکورہ فیصلے کی تائید کی بلکہ ملت اسلامیہ کے عظیم راہنما اور دنیائے قانون کے عظیم قائد امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف اپنے دل کی چھپی ہوئی دشمنی کا اظہار بھی ضروری جانا اور یہ حقیقت ان کی نگاہوں سے اوجھل ہوگئی کہ حلالہ سے متعلق قرآن پاک میں صریح نص موجود ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے حلالہ کا مطلقاً انکار کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ تعجب ہے کہ ان لوگوں کو معاشرے میں پھیلنے والی لادینیت اور فحاشی کا کوئی احساس

نہیں ہے۔

مولانا علامہ محمد صدیق ہزاروی نے بروقت اس کا نوٹس لیا اور اخبارات میں مضمون شائع کروایا جس میں اس بات کی وضاحت کی کہ حلالے کی کونسی صورت جائز اور کونسی مکروہ اور حرام ہے اور یہ بھی بتایا کہ حضرت فاروق اعظمؓ کا فیصلہ بھی امام اعظم کی تائید میں ہے، آئمہ مجتہدین اگر ہائی کورٹ کی حیثیت رکھتے ہیں تو صحابہ کرام سپریم کورٹ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

علامہ ہزاروی کا مقالہ پڑھئے اور حمایت حق پر ان کے لئے دعائے خیر کیجئے اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور علم وقلم میں مزید برکتیں عطا فرمائے آمین۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری

Marfat.com

ابتدائیہ

مورخہ ۴ جنوری ۱۹۹۶ء کے روز نامہ جنگ میں سندھ ہائیکورٹ کے ایک فاضل جج جسٹس شفیع محمد کا ایک عدالتی فیصلہ چھپا جو خلع اور حلالہ سے متعلق تھا اور اس میں حلالہ کو بے حیائی اور بے غیرتی کی بنیاد قرار دیا گیا۔

چونکہ جسٹس موصوف کا فیصلہ (اخباری رپورٹنگ کے مطابق) مطلق حلالہ سے متعلق ہونے کی وجہ سے صراحتاً قرآن پاک کے بیان کردہ حکم کے خلاف تھا اس لئے علماء کرام اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے اصحاب درد اور سنجیدہ حضرات نے اخباری بیانات کے ذریعے اس فیصلے کی شدید مزمت کی۔

لیکن اہلحدیث (غیر مقلد وہابی) حضرات نے نہ صرف اس فیصلے کی تائید کی بلکہ اسے ایک تاریخی فیصلہ قرار دیا اور وہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ کی دشمنی اور فرقہ واریت کے جذبات کی رو میں اس طرح بہہ گئے کہ انہیں یہ بھی یاد نہ رہا کہ یہ فیصلہ نہ صرف قرآن وحدیث کے خلاف ہے بلکہ خود ان کے اپنے اکابر کی تفاسیر کے بھی خلاف ہے۔

راقم نے اپنا فرض منصبی اور مذہبی فریضہ سمجھتے ہوئے حلالہ کے مفہوم اور اس سلسلے میں قرآن وسنت اور آئمہ اسلام کے خیالات کے حوالے سے ایک تحقیقی مقالہ تحریر کیا جو روزنامہ جنگ کی اشاعت ۱۴ جنوری ۱۹۹۶ میں چھپا۔

الحمد اللہ! اس تحقیقی تبصرے سے اہل علم اور حق کے متلاشی حضرات نے استفادہ کیا اور ان پر صحیح صورت واضح ہوگئی بلکہ اہلحدیث گروہ کے حافظ صلاح الدین یوسف

Marfat.com

نے بھی اپنے ایک مضمون میں جو ۲۸ جنوری ۱۹۹۶ کو روزنامہ جنگ میں چھپا، راقم کی تائید کی اور اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ واقعی حلالہ کی ایک صورت قرآن پاک سے ثابت ہے اور دوسری صورت وہ ہے جس کے بارے میں سرکار دو عالم ﷺ کی مشہور حدیث ہے کہ ایسا کرنے والے لعنت کے مستحق ہیں۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ موصوف نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے مسلک کو صحابہ کرام کے مسلک کے خلاف قرار دیا اگرچہ موصوف اپنے اس نظریہ کو دلائل سے ثابت نہ کر سکے۔ راقم نے جب اس سلسلے میں مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ حلالہ کی شرط پر کئے گئے نکاح کے سلسلے میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا وہی مسلک ہے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقف ہے جیسا کہ آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

حلالہ ایک اہم مسئلہ ہے اس میں جہاں ایک طرف کچھ لوگوں نے سرکار دو عالم ﷺ کے واضح ارشاد کے باوجود اسے ایک کاروبار یا پیشہ بنا رکھا ہے اور وہ اس لعنت سے بے خوف ہیں جو سرکار دو عالم ﷺ کے ارشاد گرامی میں مذکور ہے وہاں دوسری طرف بعض لوگوں نے حلالہ کا سرے سے ہی انکار کر دیا اور یوں قرآن وحدیث سے تصادم کی راہ اختیار کر لی۔

اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ اس موضوع پر ایک تحقیقی تحریر عمل میں لائی جائے تاکہ امت مسلمہ کی راہنمائی ہو سکے اور اہل علم حضرات حقیقت اور جذبات میں امتیاز کر سکیں۔

راقم کے استاذ محترم ممتاز عالم دین اور محقق ادیب شیخ الحدیث علامہ محمد عبد الحکیم

Marfat.com

شرف قادری مدظلہ نے بکمال شفقت پورے مسودے کو پڑھا اور قیمتی مشوروں سے نوازتے ہوئے اس تحریر کی تائید وتوثیق فرمائی۔

راقم حضرت استاذ گرامی کا بیحد ممنون ہے جن کی طرف سے حوصلہ افزائی نے اس تحریر کو زیور اعتماد سے مرصع ومزین کردیا۔

راقم نے ۱۹۹۴ء سے معاشرتی مسائل پر مختصر تحریرات میدان میں لانے کا کام شروع کیا اور الحمد اللہ اب تک اہم موضاعات پر تین کتابچے تجہیز وتکفین، طلاق اور تقسیم وراثت ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر ملک کے کونے کونے بلکہ بیرون ملک تک پہنچ چکے ہیں۔

اس سلسلے میں چوتھی کوشش ''تحقیق حلالہ'' کے نام سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔آپ اس کتابچے کو خرید کر مفت تقسیم کریں یا خود چھپوا کر تقسیم فرمائیں، دونوں صورتوں میں صدقہ جاریہ کا ثواب حاصل ہوگا۔

آپ کے تعاون کا طلبگار

محمد صدیق ہزاروی جامعہ نظامیہ رضویہ

لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نکاح کا مقصد جہاں مرد و عورت کو گناہ سے بچانا ہے وہاں امت مسلمہ کو ایک اجتماعی اور معاشرتی زندگی کی نعمت سے بھی بہرہ ور کرنا ہے۔ اس لئے نکاح کا دائمی ہونا ضروری ہے جو بچوں کی تعلیم و تربیت کا ایک بہترین ذریعہ ہونے کے ساتھ ساتھ خاندانی جھگڑوں کے عذاب سے بھی محفوظ رکھتا ہے لہذا اشد ضرورت کے بغیر طلاق دینا جائز ہونے کے باوجود ناپسندیدہ ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَبغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ الطَّلَاقُ:

(سنن ابی داود، باب فی کراہیۃ الطلاق)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ہاں حلال کاموں میں سے سب سے زیادہ قابل نفرت کام طلاق ہے۔

اور اگر کسی ضرورت کے تحت طلاق دینا پڑ جائے تو ایک طلاق دے کر چھوڑ دیا جائے حتیٰ کہ عورت کی عدت گزر جائے۔ یہ طلاق احسن (سب سے عمدہ طریقے پر دی گئی) طلاق کہلاتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا طریقہ مبارکہ بھی یہی تھا۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

کَانُوْا یَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ یُّطَلِّقَھَا وَاحِدَۃً ثُمَّ یُتْرَکُھَا حَتّٰی تَحِیضَ ثَلٰثَ حِیَضٍ:

(مصنف ابن ابی شیبہ، مایستحب من طلاق السنۃ وکیف ھو ۴/۵)

صحابہ کرام اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ عورت کو ایک طلاق دے کر چھوڑ دیا جائے حتی کہ اسے تین حیض آجائیں۔

اور اگر دوسری طلاق بھی دینا چاہے تو عدت کے اندر اندر جب عورت حیض سے پاک ہو جائے یعنی جس طہر (پاکیزگی کی حالت) میں طلاق دی ہے اس کے بعد حیض گزر کر پاک ہو جائے تو دوسری طلاق دے دے۔ یہ طریقہ بھی سنت کے مطابق ہے۔ (طلاق سے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے راقم کی کتاب "تحقیق طلاق" کا مطالعہ کیجئے)

اب دو طلاقوں کے بعد بہتر صورت یہ ہے کہ مزید طلاق نہ دی جائے تا کہ اگر کسی وقت یہ دونوں مرد عورت دوبارہ اکٹھا ہونا چاہیں تو صرف نکاح کے ذریعے ایسا ممکن ہو سکے۔

قرآن پاک میں اسی بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمۡسَاکٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِیۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ،

(قرآن مجید ۲/ ۲۲۹)

طلاق دو بار تک (دینا اچھا) ہے پھر اچھے طریقے سے روک لینا ہے یا بہترین طریقے پر چھوڑ دینا ہے۔

یعنی دو طلاقوں کے بعد یا تو عدت کے اندر اندر رجوع کر لے یا مزید طلاقیں نہ دے اور اسی طرح چھوڑ دے حتیٰ کہ اس کی عدت گزر جائے۔ اس کی مزید وضاحت یوں کی گئی ہے۔

وَاِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمۡسِكُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ سَرِّحُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ وَلَا تُمۡسِكُوۡهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعۡتَدُوۡا وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَهٗ۔

(قرآن مجید ۲/ ۲۳۱)

اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو پھر وہ اپنی عدت مکمل کرنے لگیں تو اچھے طریقے سے

Marfat.com

روک لو (رجوع کرلو) یا نیکی کے ساتھ ان کو چھوڑ دو اور نقصان پہنچانے کی خاطر ان کو نہ روکو کہ یہ حد سے زیادہ بڑھنا ہے اور جو اس طرح کرے گا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔

سورہ بقرہ کی مندرجہ بالا دونوں آیتوں کو ملانے سے یہ بات واضح ہو گئی کہ دو طلاقوں کے بعد عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع ہو سکتا ہے۔ اگر دو طلاقوں سے تعداد بڑھ جائے یا عدت ختم ہو جائے تو اب رجوع نہیں ہو سکتا۔[1]

دور جاہلیت میں ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دے کر عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کر لیتا تھا۔ اگر وہ ایک ہزار طلاق بھی دیتا تو اس کے لئے رجوع کا حق ثابت تھا۔ چنانچہ ایک عورت نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی کہ اس کا خاوند اسے طلاق دیتا ہے اور پھر رجوع کر لیتا ہے اس طرح وہ تکلیف پہنچاتا ہے۔ ام المومنین نے یہ بات سرکار دو عالم ﷺ سے عرض کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ''طلاق دو بار تک ہے۔''

(فخر الدین رازی تفسیر کبیر ۱۰۲/۶)

گویا اسلام نے دور جاہلیت میں عورت پر ڈھائے جانے والے اس ظلم کا خاتمہ کر کے رجوع کو دو طلاقوں تک محدود کر دیا۔ اگر دو طلاقیں رجعی دی ہوں تو عدت کے اندر اندر رجوع کر سکتا ہے اور جب طلاقوں کی تعداد تین تک پہنچ جائے چاہے وہ تین طلاقیں اکٹھی دی ہوں یا الگ الگ کر کے تین کی تعداد مکمل کی ہو تو اب رجوع نہیں ہو سکتا[2]۔ البتہ دوبارہ ان دونوں کا اکٹھا ہونا اسی صورت میں جائز ہو گا جب عورت کا دوسری جگہ نکاح ہو جائے اور وہ شخص اسے مباشرت کے بعد طلاق دے دے۔

---

[1] (یعنی بیک وقت تین طلاقیں دی گئیں اگر چہ ایسا کرنا حرام ہے یا تین طہروں میں تین طلاقیں دی گئیں جو جائز اور سنت کے مطابق طریقہ ہے تو ان دونوں صورتوں میں رجوع نہیں ہو سکتا۔) [2] جو لوگ تین طلاقوں کو ایک قرار دے رہے ہیں وہ دور جاہلیت کے اس طریقے پر عمل کر رہے ہیں اور یوں عورت پر ظلم کے مرتکب اس مسئلے کی تحقیق کے لئے رسالہ مبارکہ طلاق ثلاثہ از علامہ حافظ محمد شفیع اوکاڑوی ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

حلالہ

ارشاد خداوندی ہے:

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهٗ:

(قرآن مجید ۲/۲۳۰)

پس اگر وہ اسے تیسری طلاق بھی دے دے تو اس کے بعد وہ عورت اس (پہلے خاوند) کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک کہ وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے۔

قرآن پاک کی اس آیت میں جو عمل بتایا گیا ہے اسے ''حلالہ'' کہا جاتا ہے۔ گویا حلالہ یہ ہے کہ جب کوئی عورت تین طلاقوں کے بعد دوسری جگہ نکاح کرے اور پھر وہ شخص حقوق زوجیت ادا کرنے کے بعد اپنی مرضی سے اسے طلاق دے تو اب عدت گزارنے کے بعد پہلے خاوند سے نکاح کرنا جائز ہوگا۔ چونکہ دوسرے خاوند کے نکاح میں آنا اور اس کا حقوق زوجیت ادا کرنا اس عورت کو پہلے خاوند کے لئے حلال کر دیتا ہے اس لئے اس عمل کو حلالہ یا تحلیل کہا جاتا ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیقی بحث کا ذکر ضروری ہے۔ آپ فرماتے ہیں دو طلاقوں کے بعد خاوند عورت سے تین قسم کا سلوک کر سکتا ہے۔

پہلا یہ کہ رجوع کرے اور قرآن پاک میں جو' اِمْسَاک'' بِمَعْرُوْفٍ' فرمایا گیا ہے اس سے یہی مراد ہے۔

دوسرا یہ کہ رجوع نہ کرے اور نہ تیسری طلاق دے بلکہ اسی طرح چھوڑ

Marfat.com

دے حتیٰ کہ اس کی عدت پوری ہو جائے اور ان کے درمیان جدائی ہو جائے'' اَوْتَسْرِیْح'' بِاِحْسَانٍ '' سے یہی مراد ہے۔

تیسرا یہ کہ اسے تیسری طلاق دے دے۔قرآن پاک کی آیت'' فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ '' سے یہی مراد ہے۔(فخر الدین رازی،تفسیر کبیر ۱۱۱/۶)

حلالہ میں یہ بھی شرط ہے کہ دوسرا خاوند جماع کرے اور پھر طلاق دے ورنہ وہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال نہ ہوگی۔ یہ بات قرآن پاک سے بھی ثابت ہے اور احادیث مبارکہ سے بھی۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

عربوں کے ہاں لفظ نکاح کا استعمال مختلف طریقوں پر ہوتا ہے۔ جب وہ کہتے ہیں ''نَکَحَ فُلَانٌ فُلَانَۃً '' (فلاں مرد نے فلاں عورت سے نکاح کیا) تو یہاں وہ عقد نکاح مراد لیتے ہیں اور جب وہ کہتے ہیں'' نَکَحَ (فُلَانٌ) اِمْرَاَتَهٗ اَوْزَوْجَتَه ''فلاں نے اپنی بیوی (زوجہ) سے نکاح کیا تو اس سے جماع مراد ہوتا ہے۔

(فخر الدین رازی تفسیر کبیر ۱۱۲/۶)

چونکہ اس آیت میں لفظ زوج اور لفظ تنکح دونوں وارد ہوئے ہیں اس لئے مندرجہ بالا ضابطہ کے مطابق لفظ تنکح سے مراد جماع ہوگا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت رفاعہ قرظی نے ایک خاتون (تمیمہ) سے نکاح کیا پھر اسے طلاق دے دی۔ اب اس خاتون نے دوسرے شخص (حضرت عبدالرحمٰن بن زبیر) سے نکاح کیا۔ پھر

Marfat.com

اس خاتون نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر شکایت کی کہ وہ (دوسرا خاوند) حقوق زوجیت ادا نہیں کر سکتے اور ان کے پاس کپڑے کے پھندنے کی طرح ہے۔ آپ نے فرمایا ''تم اس وقت تک پہلے خاوند سے نکاح نہیں کر سکتی جب تک تم اس خاوند کا ذائقہ اور وہ تمہارا ذائقہ نہ چکھ لے۔'' (صحیح بخاری، باب اذا طلاقھا ثلاثا ثم تزوجت بعد العدۃ ۲/۸۰۱) گویا قرآن وسنت کی روشنی میں حلالہ اسی صورت میں ہو گا جب دوسرا خاوند حقوق زوجیت ادا کرے۔

حلالہ کی تین صورتیں

حلالہ کی تین صورتیں ہیں۔

پہلی صورت: جس عورت کو تین طلاقیں دی گئیں وہ عدت گزارنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کرے۔ پھر خاوند حقوق زوجیت ادا کرنے کے بعد جب چاہے اپنی مرضی سے طلاق دے۔ اب عدت گزرنے کے بعد اس عورت کا پہلے خاوند سے نکاح ہو جائے گویا یہاں حلالہ کیا نہیں جاتا بلکہ ہو جاتا ہے۔

حلالے کی اس صورت کا قرآن پاک میں ذکر ہے (جیسے آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں) اس پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ یہ صورت بلا کراہت جائز ہے۔ عورت کا دوسری جگہ نکاح کرنا بھی صحیح ہے اور جب وہ خاوند طلاق دے دے تو اب عدت گزارنے کے بعد وہ پہلے خاوند سے نکاح بھی کر سکتی ہے۔

یہ صورت چونکہ عقلاً نقلاً صحیح ہے اور قرآن وحدیث سے ثابت بھی ہے لہذا اسے بھی ناجائز یا بے حیائی کا باعث قرار دینا نہ صرف جہالت ہے بلکہ کھلم کھلا قرآن کی

Marfat.com

مخالفت ہے۔

دوسری صورت: جب خاوند نے طلاق دے دی اور عورت کی عدت بھی گزر گئی اب کوئی شخص اپنی مرضی سے اس سے نکاح کرتا ہے اور نکاح کے وقت حلالہ کی شرط بھی نہیں رکھی گئی یعنی یوں نہیں کہا گیا کہ تم حقوق زوجیت ادا کر کے اسے طلاق دے دینا کہ پہلے خاوند سے اس کا نکاح کیا جائے۔ البتہ دوسرے آدمی نے دل میں یہ نیت کی کہ چونکہ ان دونوں کے باہمی تعلقات اچھے تھے ان کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں لہذا اگر میں اس عورت سے نکاح کرلوں اور پھر اسے طلاق دے دوں تا کہ پہلا خاوند اس سے نکاح کرلے اور یوں وہ اجڑا ہوا گھر دوبارہ آباد ہو جائے تو اس صورت میں کیا حکم ہوگا؟ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

☆ مالکی فقہ کے مطابق اس نیت سے کیا گیا نکاح فاسد ہوگا جماع کیا گیا یا نہیں دونوں صورتوں میں تفریق ضروری ہے۔

☆ شافعی فقہ کے مطابق یہ نکاح صحیح ہوگا اگر چہ کچھ دوسری شرائط کا خیال رکھنا ہوگا لیکن محض اس نیت کی وجہ سے یہ نکاح فاسد نہیں ہوگا۔

☆ حنبلی فقہ کے مطابق یہ نکاح باطل ہو جاتا ہے۔ ان کے نزدیک تحلیل (حلالہ) کی شرط اور نیت دونوں برابر ہیں۔

☆ جب کہ فقہ حنفی کے مطابق یہ نکاح صحیح قرار پاتا ہے اگر کچھ دیگر شرائط کا خیال رکھا جائے۔

وَالْحَاصِلُ اَنَّ التَّحْلِيْلَ اِذَا سَلِمَ مِنْ هٰذِهِ الْمَحْظُوْرَاتِ وَكَانَ مَقْصُوْدًا

Marfat.com

بِهِ الصُّلْحُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَمُطَلَّقَتِهِ فَإِنَّهُ جَائِزٌ" وَلِصَاحِبِهِ اَجْرُنِ الَّذِیْ يَصْلُحُ بَيْنَ الزَّوْجَيْنِ وَاَمَّا اِذَا كَانَ لِغَرْضٍ مِّنَ الْاَغْرَاضِ السَّابِقَةِ فَاِنَّهُ يَكُوْنُ مَكْرُوْهاً تَحْرِيْماً وَيَكُوْنُ اِثْمُهُ عَلٰى كُلِّ مَنِ اشْتَرَكَ فِيْهِ سَوَآء" كَانَ الزَّوْجُ الثَّانِیْ اَوِ الْمُطَلِّقُ اَوِ الْمَرْأَةُ:

(عبدالرحمٰن الحریری الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ۸/۴)

خلاصہ یہ ہے کہ جب حلالہ ان ممنوعات سے محفوظ ہو اور اس کا مقصود اس مرد (پہلے خاوند) اور اس کی مطلقہ بیوی کے درمیان صلح کرانا ہو تو یہ جائز ہے اور ایسے شخص کو اس آدمی کی طرح اجر ملے گا جو میاں بیوی میں صلح کراتا ہے لیکن جب کوئی دوسری غرض ہو (جو اغراض کتاب الفقہ میں اس عبارت سے پہلے بیان ہوئی ہیں) تو مکروہ تحریمی ہے اور اس عمل میں جو جو لوگ شریک ہوں گے وہ گنہگار ہوں گے وہ دوسرا خاوند ہو یا طلاق دینے والا مرد یا عورت۔

اگر دوسرے شخص نے صرف اس نیت سے نکاح کرنے کے بعد طلاق دے دی کہ ان کا گھر بس جائے تو یقیناً یہ کام باعث ثواب ہے گویا وہ شخص میاں بیوی میں صلح کرانا چاہتا ہے لیکن چونکہ قرآنی تعلیم کے مطابق جب تک دوسری جگہ نکاح نہ ہو جائے وہ عورت دوبارہ پہلے خاوند کے نکاح میں نہیں آسکتی ہے اس لئے اسے مجبوراً نکاح کرنا پڑا۔

البتہ اگر وہ اس نیت سے نکاح کرتا ہے کہ اپنی شہوت کو پورا کرے اور پھر طلاق دے دے تو ایسا کرنا مکروہ ہے اگرچہ نکاح بھی ہو جائے گا اور اب طلاق کے بعد وہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال بھی ہو جائے گی۔ علاوہ ازیں اگر وہ شخص لوگوں

Marfat.com

میں حلالہ کرنے والا مشہور ہے تو اگرچہ اب اس کی نیت صحیح بھی ہو اس کے لئے نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے اگرچہ نکاح ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر وہ اس نکاح پر اجرت مقرر کرتا ہے تو اس کا یہ عمل بھی حرام ہے اور حدیث پاک کی رو سے وہ لعنت کا مستحق قرار پاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ:

(جامع ترمذی باب ماجاء فی المحال والمحل لہ ص ۱۸۰)

رسول اکرم ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا گیا دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

اگرچہ نکاح اس صورت میں بھی ہو جائے گا لیکن یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص نر جانور اس مقصد کے لئے رکھتا ہے اور مادہ جانور کے مالک سے اس عمل کی اجرت وصول کرتا ہے تو یہ بھی حرام ہے۔ اسی طرح انسان جماع پر اجرت لے تو یہ بھی حرام ہے۔ (عبدالرحمٰن حریری، الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ۷۹/۴)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ نکاح اس لئے درست قرار پاتا ہے کہ عقد نکاح میں کوئی ایسی بات نہیں پائی گئی جو نکاح کے انعقاد کے لئے رکاوٹ بنے اور چونکہ اس کی نیت بھی صحیح ہے لہٰذا وہ اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔

تیسری صورت: حلالہ کی تیسری صورت یہ ہے کہ جب اس مطلقہ سے نکاح کیا جائے تو یہ شرط رکھی جائے کہ دوسرا خاوند جماع کے بعد اسے طلاق دے گا تا کہ وہ پہلے خاوند سے نکاح کر سکے۔ یہ طریقہ اختیار کرنا تمام آئمہ کرام کے نزدیک حرام ہے

Marfat.com

کیونکہ سرکار دو عالم ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

لہٰذا اس سے قطع نظر کہ یہ نکاح ہو گیا اور اب طلاق کے بعد وہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال ہو گئی یا نہیں؟ یہ بات بہر حال قطعی ہے کہ اس شرط کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے اور جو لوگ اس میں شریک ہیں وہ سب لعنت کے مستحق ہیں اس لئے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے لیکن اگر کوئی شخص اس طرح کر لیتا ہے تو کیا نکاح ہو جائے گا ؟ .... کیا اب دوسرے خاوند پر اس شرط کی پابندی ضروری ہے؟.......... اور کیا دوسرے خاوند کے طلاق دینے کے بعد عورت پہلے خاوند کے لئے حلال ہو جائے گی؟

ہم اس سلسلے میں چاروں آئمہ کا مسلک مع دلائل نقل کر کے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے موقف کا ترجیحاً ذکر کریں گے۔

مالکی فقہ: حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اور آپ کے مقلدین کے نزدیک تحلیل (حلالہ) کی شرط سے نکاح کیا جائے تو وہ نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوتا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ نکاح کا مقصد ان دونوں کا ہمیشہ اکٹھے رہنا ہے اور یہی نکاح کی بنیادی شرط ہے چونکہ حلالہ کی شرط رکھنے سے یہ بنیادی شرط ختم ہو جاتی ہے لہٰذا یہ نکاح منعقد نہیں ہو گا اور نہ وہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال ہو گی۔ (عبد الرحمٰن حریری، الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ۴/۸۱-۸۰)

شافعی فقہ: حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب نکاح کرتے وقت تحلیل

Marfat.com

کی شرط رکھی جائے، مثلاً وہ یوں کہے کہ میں نے فلاں عورت سے اس شرط پر نکاح کیا کہ وہ طلاق دینے والے (پہلے خاوند) کے لئے حلال ہو جائے یا یوں کہے کہ میں اس شرط پر نکاح کرتا ہوں کہ وطی کرنے کے بعد اسے طلاق ہو جائے گی یا جدا ہو جائے گی تو یہ نکاح باطل ہے۔ لہٰذا اب وہ پہلے خاوند کے لئے حلال نہ ہوگی، امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس قسم کی شرط سے نکاح فاسد ہو جاتا ہے اور حلالہ کے لئے نکاح صحیح ضروری ہے۔ لہٰذا یہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال نہ ہوگی۔

حنبلی فقہ: حنبلی فقہ کے مطابق دوسرے نکاح میں حلالہ کی نیت شامل ہو یا واضح طور پر حلالہ کی شرط رکھی جائے، دونوں صورتوں میں نکاح باطل ہو جائے گا اور یہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال نہ ہوگی ان کی دلیل سنن ابن ماجہ کی یہ روایت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِالتَّیْسِ الْمُسْتَعَارِ: کیا میں تمہیں ادھار لئے ہوئے سانڈھ کی خبر نہ دوں؟

صحابہ کرام نے عرض کیا ہاں کیوں نہیں (آپ ہمیں بتائیں)

آپ نے فرمایا: وہ محلل ہے اور اللہ تعالیٰ نے محلل (حلالہ کرنے والے) اور (محلل لہٗ) جس کے لئے حلالہ کیا گیا دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

(عبدالرحمٰن حریری، الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۸۱/۴۔۸۰)

فقہ حنفی: تحلیل (حلالہ) کی شرط پر کیا گیا نکاح حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ ہے لیکن فاسد نہیں ہوتا۔ اور اس کے بعد وہ عورت پہلے خاوند کے لئے

حلال ہو جاتی ہے۔

وَاِذَا تَزَوَّجَهَا بِشَرْطِ التَّحْلِيْلِ فَالنِّكَاحُ مَكْرُوْهٌ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَ الْمُحَلَّلَ لَهٗ وَهٰذَا هُوَ مَحْمَلُهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا بَعْدَوَطِيْهَا حَلَّتْ لِلْاَوَّلِ لِوُجُوْدِ الدُّخُوْلِ فِيْ نِكَاحٍ صَحِيْحٍ لَا يَبْطُلُ بِالشَّرْطِ:

(ہدایہ، فصل فیما تحل بہ المطلقۃ ۱/۳۸۰)

اور جب اس عورت سے تحلیل (حلالہ) کی شرط پر نکاح کرے تو یہ مکروہ ہے کیونکہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا گیا دونوں پر لعنت فرمائی ہے اور حدیث کا یہی مطلب ہے کہ (نکاح مکروہ ہو نہ یہ کہ سرے سے منعقد ہی نہ ہو) پھر جب وہ اس کو جماع کے بعد طلاق دے تو اب وہ پہلے خاوند کے لئے حلال ہوگئی کیونکہ نکاح صحیح میں جماع میں پایا گیا جو کسی شرط کی وجہ سے باطل نہیں ہوتا (لہذا حلالہ کی شرط سے بھی باطل نہیں ہوگا)

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چونکہ نکاح موقت نکاح کی طرح ہے لہٰذا فاسد ہے اور اس فساد کی وجہ سے یہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال نہ ہوگی جب کہ حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ نکاح صحیح ہوتا ہے کیونکہ نکاح کسی شرط سے باطل نہیں ہوتا البتہ یہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال نہیں ہوگی کیونکہ جس چیز کو شریعت نے موخر کیا تھا اس نے اس میں جلدی کی لہٰذا مقصود نکاح میں رکاوٹ کی وجہ سے اسے یہ سزا دی جائے گی جیسے کوئی شخص اپنے مورث (جس کا یہ وارث ہے) کو قتل کر دے تو وہ وراثت سے محروم ہو جاتا ہے (کیونکہ وراثت حاصل کرنے میں اس نے جلدی کی ہے۔ (ہدایہ۔ فصل فی ما تحل بہ المطلقۃ ۱/۳۸۰)

Marfat.com

حضرت امام محمد رحمہ اللہ اس اعتبار سے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے متفق ہیں کہ یہ نکاح ہو جاتا ہے کیونکہ ان کے نزدیک شرائط، نکاح کے انعقاد پر اثر انداز نہیں ہوتیں لیکن چونکہ نکاح ایک ایسا عمل ہے جو خاوند کی موت تک برقرار رہنا چاہیے اور یہاں پہلے ہی ختم کر دیا گیا لہذا پہلے خاوند کو یہ سزا دی جائے کہ وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہو۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے دلائل

چونکہ تین طلاقوں کے بعد مطلقہ عورت سے رجوع نہیں ہو سکتا لہذا:

(۱) اب وہ پہلے خاوند کے لئے حلال نہیں اور جب پہلے خاوند کے لئے فی الحال حلال نہیں تو کسی دوسری جگہ اس کا نکاح ہو سکتا ہے۔

(۲) دوسرا آدمی جو اس عورت سے نکاح کر رہا ہے وہ اس کے محارم میں سے بھی نہیں ہے اور عاقل و بالغ آدمی ہے جسے اپنی ذات پر ولایت حاصل ہے۔

(۳) نیز عورت خود اپنے نفس پر دلالت رکھتی ہے اب جب وہ خود نکاح کرے یا اس کا ولی نکاح کر کے دے دونوں صورتوں میں اسے اس نکاح کا حق حاصل ہے۔

(۴) فقہ حنفی کے مطابق نکاح میں کوئی شرط رکھی جائے تو اس شرط کا صحیح یا غلط ہونا اپنی جگہ پر ہے لیکن نکاح بہر حال صحیح قرار پاتا ہے۔

اب جب دوسرا خاوند اسے اپنی مرضی سے طلاق دے دیتا ہے اور اس سے پہلے وہ حقوق زوجیت ادا کر چکا ہے تو قرآن پاک کی درج ذیل آیت کے مطابق اس عورت کا پہلے خاوند سے نکاح جائز ہے۔

Marfat.com

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَّتَرَاجَعَا اِنْ ظَنَّا اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَ تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ: (قرآن مجید ۲/۲۳۰)

پس اگر وہ (دوسرا خاوند) اسے طلاق دے تو ان دونوں (پہلے خاوند اور عورت) پر کوئی حرج نہیں کہ وہ رجوع کریں اگر وہ سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے اور یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں جنہیں وہ علم والی قوم کے لئے بیان کرتا ہے۔

حضرت امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَمَّا قَوْلُهٗ (فَاِنْ طَلَّقَهَا) فَالْمَعْنٰى اِنْ طَلَّقَهَا الزَّوْجُ الثَّانِىْ الَّذِىْ تَزَوَّجَهَا بَعْدَ الطَّلْقَةِ الثَّالِثَةِ لِاَنَّهٗ تَعَالٰى قَدْ ذَكَرَهٗ بِقَوْلِهٖ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ: (فخر الدین رازی تفسیر کبیر ۶/۱۱۳)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی (فان طلقها) کا مطلب یہ ہے کہ اگر دوسرا خاوند جس نے تیسری طلاق کے بعد نکاح کیا تھا اسے طلاق دے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا ''یہاں تک کہ وہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔''

مطلب یہ ہے کہ یہاں طلاق دینے والے مرد کا رجوع مراد نہیں بلکہ رجوع سے نکاح جدید مراد ہے اور رجوع اصطلاحی نہیں بلکہ لغوی ہے۔ امام رازی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

فَذَكَرَ لَفْظَ النِّكَاحِ بِلَفْظِ التَّرَاجُعِ لِاَنَّ الزَّوْجِيَّةَ كَانَتْ حَاصِلَةً بَيْنَهُمَا قَبْلَ ذٰلِكَ فَاِذَا تَنَاكَحَا فَقَدْ تَرَاجَعَا اِلٰى مَا كَانَا عَلَيْهِ مِنَ النِّكَاحِ فَهٰذَا تَرَاجُعُ لُغَوِىّ'': (فخر الدین رازی، تفسیر کبیر ۶/۱۱۳)

اللہ تعالیٰ نے نکاح کا ذکر لفظ تراجع (رجوع) کے ساتھ کیا کیونکہ ان دونوں کے

Marfat.com

درمیان زوجیت پہلے سے حاصل ہے پس جب وہ نکاح کریں گے تو پہلے والی حالت یعنی نکاح کی طرف لوٹ آئیں گے لہٰذا یہ لغوی رجوع ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک تحلیل کی شرط باوجود یہ نکاح اس لئے صحیح قرار پاتا ہے کہ آپ کے نزدیک کسی بھی شرط سے نکاح فاسد نہیں ہوتا اور نکاح کے ارکان ایجاب وقبول اور شرط یعنی گواہوں کا حاضر ہونا دونوں باتیں پائی گئیں لہٰذا یہ نکاح صحیح قرار پایا۔

مشروط نکاح: جب خاوند یا بیوی نکاح کرتے وقت کوئی شرط رکھیں تو اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں۔

(۱) وہ شرط عقد نکاح سے ملی ہوئی ہو مثلاً یوں کہے کہ میں تجھ سے اس شرط کے ساتھ نکاح کررہا ہوں کہ تیرے پاس رات نہیں گزاروں گا۔

(۲) نکاح، شرط سے معلق ہے یعنی شرط کے پائے جانے پر نکاح کے انعقاد کا دارومدار ہو، مثلاً یوں کہے کہ اگر فلاں شخص آیا تو میں تجھ سے نکاح کروں گا۔

ان میں سے پہلی شرط عقد نکاح پر بالکل اثر انداز نہیں ہوتی پھر دیکھیں گے اگر وہ ان امور میں سے ہے جن کو عقد چاہتا ہے تو وہ شرط بھی نافذ ہوجائے گی مثلاً یوں کہے کہ میں تجھ سے اس شرط پر نکاح کررہا ہوں کہ تو کسی اور کی بیوی نہ ہو یا کسی اور کی عدت نہ گزاررہی ہو وغیرہ وغیرہ۔

اور اگر اس شرط کو عقد نہیں چاہتا تو پھر یہ شرط لغو ہوجائیگی اور نکاح صحیح ہو جائے گا اس کی مثال یہی زیر بحث مسئلہ ہے مثلاً یوں کہے کہ میں تجھ سے نکاح کررہا

Marfat.com

ہوں تاکہ تو اس شخص کے لئے حلال ہو جائے جس نے تجھے تین طلاقیں دی ہیں۔

گویا شرط کسی قسم کی بھی ہو نکاح کے انعقاد میں فرق نہیں پڑتا جب کہ کوئی دوسری رکاوٹ نہ ہو۔ اس لئے فقہ حنفی کے ضابطہ کے مطابق تحلیل (حلالہ) کی شرط کے باوجود نکاح صحیح ہو جائے گا البتہ شرط باطل ہو جائے گی اور دوسرا خاوند طلاق دینے کا پابند نہیں ہوگا۔

چنانچہ الفقہ علی المذاہب الاربعہ میں ہے۔

لِاَنَّ النِّكَاحَ لَا يَبْطُلُ بِالشُّرُوْطِ الْفَاسِدَةِ بَلْ يَبْطُلُ الشَّرْطُ مَعَ صِحَةِ الْعَقْدِ وَمِمَّا لَا شَكَّ اَنَّ شَرْطَ التَّحْلِيْلَ لَيْسَ مِنْ مُقْتَضَى الْعَقْدِ فَيَجِبُ بُطْلَانُهُ وَصِحَةُ الْعَقْدِ:

(عبدالرحمٰن حریری۔ الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۴/۸۰)

کیونکہ نکاح، فاسد شرائط کی وجہ سے باطل نہیں ہوتا بلکہ عقد صحیح ہو جاتا ہے اور شرط باطل ہو جاتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حلالہ کی شرط ان امور میں سے نہیں ہے جن کو عقد نکاح چاہتا ہے پس اس (شرط) کا باطل ہونا عقد کا صحیح ہونا ضروری ہے۔

حدیث کا مفہوم

اگر یوں کہا جائے کہ حدیث شریف میں حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے دونوں پر لعنت کی گئی ہے (جیسا کہ پہلے حدیث گزر چکی ہے) تو اس کے باوجود نکاح کیسے صحیح ہوگا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کی روشنی میں حلالہ کی شرط پر نکاح کا عمل

حرام ٹھہرے گا یعنی نکاح ہو جائے گا اور یہ لوگ حرام کے مرتکب ہوں گے کیونکہ انہوں نے ایک شرعی حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ جمعۃ المبارک کے دن اذان (پہلی اذان) کے بعد کاروبار چھوڑ کر نماز جمعہ کے لئے تیاری کا حکم دیا گیا۔ ارشاد خداوندی ہے۔

وَاِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ:

(قرآن مجید ۶۳/۹)

اور جب جمعۃ المبارک کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔

لیکن اس کے باوجود اگر کوئی شخص دکان بند نہ کرے اور سودا بیچے تو خریدنے والا اس سودے کا مالک اور یہ اس رقم کا مالک ہو جائے گا جو بطور قیمت وصول کی ہے گویا حرام ہونے کے باوجود سودا ہو جائے گا۔

اسی طرح حدیث شریف میں طلاق کو جائز امور میں سے سب سے زیادہ ناپسند قرار دیا گیا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔

اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ الطَّلَاقُ : (سنن ابوداؤد ص ۲۹۶)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز کاموں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ کام طلاق ہے۔

لیکن اس کے باوجود کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو وہ نافذ ہو جاتی ہے۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا:

اَیُّمَا اِمْرَأَۃٍ سَاَلَتْ زَوْجَھَا طَلَاقاً فِیْ غَیْرِ مَا بَاسٍ فَحَرَام" عَلَیْھَا الْجَنَّۃِ: (جامع ترمذی ص ۱۹۱) جو عورت بلا وجہ اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرے

Marfat.com

اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

اس قدر تنبیہ کے باوجود جب کسی ضرورت کے بغیر عورت نے طلاق کا مطالبہ کیا اور خاوند نے طلاق دے دی تو وہ ہو جاتی ہے۔

غور کیجئے، لعنت کا معنی رحمت سے دوری ہے اور جنت کی خوشبو کا حرام ہونا بھی رحمت سے دوری ہے تو جب جنت کی خوشبو سے محرومی کے باوجود یہ طلاق صحیح قرار پاتی ہے تو لعنت کے باوجود وہ نکاح کیوں صحیح نہیں ہو گا۔ لہٰذا جس طرح عورت کو تنبیہ کی گئی کہ وہ بلا ضرورت طلاق کا مطالبہ نہ کرے اسی طرح وہاں بھی تنبیہ کی گئی کہ حلالہ کی شرط پر نکاح نہ کرو۔ اس لئے محدثین کرام نے اس حدیث کا یہی مفہوم بیان کیا ہے کہ اس شرط پر نکاح کرنا حرام ہے اور حضرت امام ابو حنیفہ اور آپ کے پیروکار بھی یہی نظریہ رکھتے ہیں کہ حلالہ کی شرط پر نکاح کرنے والے لعنت کے مستحق اور گناہگار ہیں لیکن اس کے باوجود نکاح صحیح ہو جائے گا۔ جو لوگ اس نکاح کو صحیح قرار نہیں دیتے وہ اس طلاق کو بھی صحیح قرار نہ دیں جس کا مطالبہ عورت نے کسی ضرورت کے بغیر کیا ہے۔

شوکانی کی تائید: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تَسْأَلُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَفْحَتَهَا فَإِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا: (محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری ۴۸۴۷۷) کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ (نکاح کرنے کے لئے) مسلمان بہن کی طلاق کا مطالبہ کرے تا کہ بے شک اس کے لئے وہی ہے جو اس کے لئے مقدر ہے۔

علامہ شوکانی جو اہلحدیث حضرات کے پیشوا ہیں اس پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں ابن بطال نے کہا ہے کہ اس حدیث میں حلت کی نفی اس بات کی دلیل ہے کہ اس عورت کا یہ سوال کرنا کہ وہ (مرد) پہلی بیوی کو طلاق دے، حرام ہے لیکن اس سے فسخِ نکاح لازم نہیں آتا یہ محض عورت کو تنبیہ ہے کہ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے بلکہ اسے اپنے مقدر پر راضی رہنا چاہیے۔

تو دیکھئے یہاں شرط فاسد کے باوجود نکاح منعقد ہو رہا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مسلک: حلالہ کی شرط پر کئے گئے نکاح کو جس طرح نبی اکرم ﷺ نے ناپسند فرمایا اور ایسا کرنے والوں کو لعنت کا مستحق قرار دیا اسی طرح صحابہ کرامؓ نے بھی اس کی سخت مذمت فرمائی ہے لیکن کسی صحابی نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ اس طرح کیا گیا نکاح منعقد نہیں ہوتا بلکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جہاں یہ ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو حلالہ کرنے والا یا جس کے حلالہ کیا گیا میرے پاس لایا گیا تو میں اسے کوڑے لگاؤں گا وہاں یہ ثابت ہے کہ آپ نے ایسے نکاح کو برقرار رکھا اور دوسرے خاوند کو طلاق دینے سے منع فرمایا جو اس بات کی دلیل ہے کہ حلالہ کی شرط پر جو نکاح کیا جائے وہ منعقد ہو جاتا ہے اور شرط باطل ہو جاتی ہے۔

عَنِ ابْنِ سِيرِيْنَ اَنَّ امْرَاَةً طَلَّقَهَا زَوْجُهَا ثَلَاثاً وَ كَانَ مِسْكِيْنٌ "اَعْرَابِىٌّ يَقْعُدُ بِبَابِ الْمَسْجِدِ فَجَاءَ تْهُ امْرَاَةٌ" فَقَالَتْ هَلْ لَكَ فِىْ اِمْرَاَةٍ تَنْكِحُهَا فَتَبِيْتُ مَعَهَا اللَّيْلَةَ وَ تُصْبِحُ فَتُفَارِقُهَا فَقَالَ نَعَمْ فَكَانَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ لَهُ امْرَاَتُهُ اِنَّكَ اِذَا اَصْبَحْتَ فَاِنَّهُمْ سَيَقُوْلُوْنَ لَكَ

فَارِقْهَا فَلَا تَفْعَلْ ذٰلِکَ فَاِنِّیْ مُقِیْمَةٌ" لَکَ مَا تَرٰی وَاذْھَبْ اِلٰی عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ فَلَمَّا اَصْبَحَتْ اَتَوْهُ وَ اَتَوْھَا فَقَالَتْ کَلِّمُوْهُ فَاَنْتُمْ جِئْتُمْ بِهٖ فَکَلَّمُوْهُ فَاَبٰی فَانْطَلَقَ اِلٰی عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ فَقَالَ اِلْزَمْ اِمْرَاَتَکَ فَاِنْ رَابُوْکَ بِرِیْبَةٍ فَاْتِنِیْ وَاَرْسَلَ اِلَی الْمَرْاَةِ الَّتِیْ مَشَتْ لِذٰلِکَ فَنَکَلَ بِهَا ثُمَّ کَانَ یَغْدُوْ عَلٰی عُمَرَ وَیَرُوْحُ فِیْ حُلَّةٍ فَیَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَاکَ یَا ذُوالرُّقْعَتَیْنِ حُلَّةً تَغْدُوْ فِیْهَا وَتَرُوْحُ: (احمد بن حسین بیہقی، سنن بیہقی ۲۰۹/۷)

حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک عورت کو اس کے خاوند نے تین طلاقیں دے دیں اور مسکین دیہاتی مسجد کے دروازے پر بیٹھا کرتا تھا، عورت اس کے پاس آئی اور کہا کیا تو کسی عورت سے نکاح کی رغبت رکھتا ہے کہ (تو اس سے نکاح کر کے) اس کے ساتھ رات گزارے اور صبح اسے جدا کر دے؟ اس نے کہا ہاں چنانچہ نکاح ہو گیا۔ اب عورت نے اس سے کہا کہ صبح یہ لوگ تجھ سے کہیں گے کہ اس عورت کو جدا کر دے (طلاق دے دے) لیکن تم ایسا نہ کرنا تو جب تک چاہے میں تیرے پاس رہونگی۔ تم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جانا۔ صبح کے وقت وہ لوگ (قبیلے والے) اس مرد اور عورت کے پاس آئے تو عورت نے کہا اس مرد سے بات کرو تم اسے لائے ہو۔ انہوں نے بات کی تو اس نے انکار کر دیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا۔ آپ نے فرمایا اپنی بیوی کو اختیار کئے رکھو اگر وہ لوگ تمہیں تنگ کریں تو میرے پاس آنا۔ پھر آپ نے اس عورت کو بلایا جس نے سارا عمل کیا تھا اور اسے سزا دی اس کے بعد وہ شخص صبح و شام حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک قیمتی جوڑنے میں آنے لگا تو آپ فرماتے اللہ تعالیٰ کے لئے تعریف جس نے اے دو ٹکڑوں والے! تجھے جوڑا پہنایا جس میں تو صبح و شام آتا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا موقف: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بھی تحلیل (حلالہ) کی شرط پر کیا گیا نکاح منعقد ہو جاتا ہے اگر چہ یہ طریقہ حرام ہے چنانچہ امام بیہقی نے حضرت سلمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اَنَّ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ رُفِعَ اِلَیْہِ اَمْرُ رَجُلٍ تَزَوَّجَ اِمْرَاَۃً لِیُحِلَّھَا لِزَوْجِھَا فَفَرَّقَ بَیْنَھُمَاوَقَالَ لَا تَرْجِعُ اِلَیْہِ اِلَّا بِنِکَاحٍ رَغْبَۃٍ غَیْرِ دُلْسَۃٍ: (احمد بن حسین بیہقی، سنن بیہقی ۲۰۸/۷)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی عدالت میں ایک شخص کا مقدمہ پیش ہوا جس نے ایک عورت سے اس شرط پر نکاح کیا کہ وہ اسے پہلے خاوند کے لئے حلال کر دے تو آپ نے ان دونوں کے درمیان تفریق کر دی اور فرمایا (آئندہ) ایسے عمل کی طرف نہ لوٹنا، نکاح ایسا کرو جو رغبت والا ہو اس میں دھوکہ اور ظلم نہ ہو۔

اگر یہ نکاح منعقد نہ ہوتا تو تفریق کا کوئی مطلب نہ تھا کیونکہ تفریق اسی صورت میں ہوتی ہے جب نکاح منعقد ہو جائے البتہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ نکاح حلالہ کے لئے کفایت نہیں کرتا۔

ائمہ کے درمیان اختلاف: یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ چونکہ اس مسئلہ میں خود صحابہ کرام کے درمیان اختلاف رہا ہے چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے سفاح (زنا) سے تعبیر کرتے ہیں جب کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یہ نکاح ہو جاتا ہے اگر چہ ایسا کرنا حرام ہے۔

لہٰذا ائمہ کرام نے بھی اس اجتہادی مسئلہ میں الگ الگ موقف اختیار کیا۔ چونکہ چاروں ائمہ کرام اہل سنت و جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے درمیان

اجتہادئی اختلاف ہے جو امت کے لئے باعث رحمت ہے لہٰذا جو مسلمان جس امام کا مقلد ہو گا اس کے لئے وہی موقف درست قرار پائے گا۔ اس لئے ہم دیگر ائمہ کے موقف پر اعتراض نہیں کرتے۔ البتہ دلائل کی روشنی میں اس بات کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس مسئلہ میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ کے موقف کو ترجیح حاصل ہے۔

لیکن ان لوگوں کی بات یقیناً حیران کن ہے جو کسی امام کے اجتہاد کے پابند نہیں اور نہ اسے جائز سمجھتے ہیں بلکہ محض حضرات امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ کی مخالفت میں دیگر ائمہ کے موقف کی تائید کر رہے ہیں۔

صاحبین کے موقف سے اعتراض کیوں؟: اگر چہ اہلحدیث حضرات کے نزدیک حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ کی طرح صاحبین (حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمتہ اللہ تعالیٰ کا اجتہاد بھی قابل قبول نہیں لیکن حلالہ کی شرط پر کئے گئے نکاح کے سلسلے میں وہ احناف کو صاحبین کا موقف اپنانے کی ترغیب دیتے ہیں۔

درحقیقت وہ صاحبین کا موقف نہیں بلکہ اپنے امام ابن تیمیہ کا مسلک اپنانے کا درس دیتے ہیں جس کی دلیل یہ ہے کہ جمہور امت کے نزدیک تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں۔ اس بات پر تمام ائمہ متفق ہیں۔ لیکن یہ حضرات ابن تیمیہ کی اتباع میں جمہور سے اختلاف کرتے ہوئے بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کو ایک ہی قرار دیتے ہیں۔

جہاں تک احناف کا تعلق ہے تو وہ اس مسئلے میں حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ کے موقف کو اس لئے اختیار کرتے ہیں کہ مطلقاً فتویٰ حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ کے قول پر ہوتا ہے اور چونکہ آپ کے دلائل نہایت مضبوط ہیں اس لئے اصحاب ترجیح فقہاء کرام نے صاحبین کے قول کو مفتیٰ بہ قرار نہیں دیا بلکہ اس مسئلہ میں فتویٰ حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ کے قول پر ہے۔

Marfat.com

مضحکہ خیز مشورہ: اہلحدیث حضرات، حضرت امام اعظم علیہ الرحمتہ کی مخالفت میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں سے بھی عاری ہو چکے ہیں چنانچہ ان کے ایک نمائندے نے اپنے ایک مضمون میں حلالہ سے بچنے کا یہ حل بتایا کہ تین طلاقوں کو ایک طلاق سمجھا جائے تا کہ حلالہ کی نوبت نہ آئے۔

سبحان اللہ! موصوف نے یہ بات سمجھنے کی زحمت بھی گوارہ نہ کی کہ اگر کوئی شخص الگ الگ تین طلاقیں دیتا ہے تو اس صورت میں خود ان کے نزدیک بھی تین طلاقیں ہی ہوتی ہیں اب اس صورت میں حلالہ سے کیسے بچیں گے؟ حلالہ سے بچنے کا حل تو صرف یہ ہے کہ تین طلاقیں نہ دی جائیں بلکہ ایک طلاق پر اکتفا کیا جائے اور اگر کوئی تین طلاقیں دے ہی دیتا ہے تو وہ تین ہی ہوں گی۔ موصوف کی اس تجویز کو یوں سمجھیں کہ جس طرح کسی کے جسم میں بندوق کی گولی پیوست ہو جائے اور آپریشن سے بچنے کے لئے یوں تصور کیا جائے کہ اس کے جسم میں گولی نہیں ہے، کون عقلمند اس بات کو تسلیم کرے گا! حقائق کو تسلیم کرنا پڑتا ہے، طفل تسلیوں سے کیسے کام چلایا جا سکتا ہے۔ اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ قرآن پاک کے حکم پر عمل کرتے ہوئے فقہاء کرام کی تقلید کی راہ اپناؤ۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا۔ ''اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھو۔''

کیا حلالہ عورت پر ظلم ہے: حلالہ کے منکرین ایک نفسیاتی حربہ استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حلالہ، عورت پر ظلم ہے لیکن یہ اعتراض جہالت پر مبنی ہے، کیونکہ ہر اہل علم جانتا ہے کہ جب عورت کو تین طلاقیں دی جائیں یا ایک دو طلاقوں کی صورت میں عدت گزر جائے تو اب عورت کی اجازت اور مرضی کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا اسی طرح جب عورت نے دوسرے خاوند سے نکاح کر لیا اور اب اس نے طلاق

Marfat.com

دے دی تو پہلے خاوند سے نکاح کے سلسلے میں بھی عورت کی مرضی اور اجازت ضروری ہے۔لہٰذا جب تک عورت اجازت نہیں دے گی اس کا نکاح نہیں ہو سکتا،تو کس طرح اس عمل کو عورت پر ظلم قرار دیا جائے گا۔عورت کو کون مجبور کرتا ہے کہ حلالہ کرائے اور پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح کرے!

خلاصہ:(۱) جب عورت کو تین طلاقیں دی جائیں، چاہے تینوں اکٹھی ہوں یا الگ الگ دی گئی ہوں، دونوں صورتوں میں رجوع نہیں ہو سکتا اور نہ ہی وہ خاوند (حلالہ کے بغیر) اس عورت سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔

(۲) اگر اس عورت نے دوسری جگہ نکاح کر لیا اور پھر اس دوسرے خاوند نے حقوق زوجیت ادا کرنے کے بعد اپنی مرضی سے طلاق دے دی تو اب عدت گزارنے کے بعد پہلے خاوند سے نکاح جائز ہو گا۔ یہ عمل حلالہ کہلاتا ہے اور یہ سب کے نزدیک جائز ہے۔

(۳) اگر دوسرے خاوند نے اس نیت سے نکاح کیا کہ وہ بعد میں اسے طلاق دے دے گا تاکہ وہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال ہو جائے اور ان کا گھر دوبارہ آباد ہو جائے لیکن نکاح میں حلالہ کی شرط نہیں رکھی گئی تو یہ صورت بھی جائز ہے بلکہ باعث اجر و ثواب ہے۔

(۴) اگر دوسرے خاوند سے نکاح اس شرط پر کیا جائے کہ وہ اسے بعد میں طلاق دے دے تاکہ پہلا خاوند اس عورت سے نکاح کر لے،تو حلالہ کے لئے نکاح کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا گیا دونوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے،اور یہ عمل حرام ہے۔لہٰذا مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے۔

Marfat.com

(۵) تاہم اگر ایسا کر لیا گیا تو شرط باطل ہو جائے گی اور یہ نکاح صحیح ہو گا اور دوسرا خاوند اسے طلاق دینے کا پابند نہیں ہو گا البتہ اپنی مرضی سے طلاق دے دے تو عورت پہلے خاوند کے لئے حلال ہو جائیگی۔

(۶) بیک وقت تین طلاقیں دینا بدعت اور ناجائز عمل ہے لہٰذا اس سے بچنا چاہیے اور صرف ایک طلاق دی جائے یا ضروری ہو تو تین طہروں میں ایک ایک کر کے تین طلاقیں مکمل کی جائیں۔

(۷) اگر کوئی شخص بیک وقت تین طلاقیں دے دیتا ہے تو اگرچہ اس کا یہ عمل حرام ہے اور وہ گناہ گار ہو گا لیکن تینوں طلاقیں نافذ ہو جائیں گی۔ انہیں ایک طلاق قرار دینا نہ صرف یہ کہ صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے طریقے سے روگردانی ہے بلکہ عورت پر ظلم ہے اور حرام کاری کا دروازہ کھولنا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دین کی سمجھ عطا فرمائے اور ہٹ دھرمی کی بجائے کھلے دل اور دیانت داری کے ساتھ حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیہ والتسلیم۔

محمد صدیق ہزاروی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ق

وراثت سے متعلق ایک آسان جامع
اور مختصر تحریر
تقسیمِ وراثت
محمد صدیق ہزاروی
کرمانوالہ بک شاپ
طلاق سے متعلق چند اہم اور ضروری مسائل پر
ایک ایسی تحریر جو ہر گھر کی ضرورت ہے
تحقیقِ طلاق
محمد صدیق ہزاروی
کرمانوالہ بک شاپ
حلالہ کے موضوع پر ایک مختصر تحقیقی تحریر
تحقیقِ حلالہ
جہاں موت وہاں تجہیز و تکفین
احکام میت سے متعلق جامع تحریر
تجہیز و تکفین